سوال نمبر2 (الف) (i)

## نانی بستی کی چھوٹی بہن کا نام:

نانی بستی کی ایک سگی چھوٹی بہن بھی تھیں۔
اور ان کا نام "انجم" تھا۔ جن سے ملے ہوئے نانی
بستی کو کافی سال گزر چکے تھے۔

سوال نمبر2 (الف) ( ii )

## نانی بستی کی بہن کے بیاہ کی جگہ:

نانی بستی کی بہن انجم، نانی بستی سے کافی دور "میرٹھ" میں بیاہی ہوئی تھی۔

سوال نمبر 2 (الف) (iii)

## چھوٹی بہن سے ملنے کی وجہ:

نانی بستی کو اپنی چھوٹی بہن سے ملے ہوئے ایک لمبا عرصہ گزر چکا تھا، کافی دفعہ ان کی بہن نے انہیں شادی بیاہوں میں بھی بلایا لیکن یہ نہ گئیں، اس لیے نانی بستی اپنی چھوٹی بہن سے ملنا چاہتی تھیں۔

سوال نمبر2(الف) (iv) **شکرم:**

شکرم پرانے وقتوں میں گھوڑا گاڑی کو کہا جاتا تھا یعنی ایسی گاڑی جسے گھوڑوں کے ذریعے چلایا جائے اور اس میں خواتین کیلئے باقاعدہ پردے کا انتظام موجود ہوتا تھا کیونکہ پرانے زمانے کی عورتیں پردے کا خاص خیال رکھتی تھیں۔

سوال نمبر 2 (الف) (v)

## خلاصہ:

نانی بستی کو ایک مرتبہ اپنی بہن کی بہت یاد آئی
اس لیے انہوں نے بیٹے سے وہاں جانے کی خواہش ظاہر
کرتے ہوئے شکرم میں لے جانے کی تاکید کی۔ بیٹا بولا اگر
آپ جانا چاہتی ہیں تو میرے ساتھ دھوئیں کی گاڑی
میں چلے (چلتا ہوں)۔ نانی بستی نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ
اس میں چولہے جلتے ہیں جس سے میری آنکھیں جھلس جائیں گی

سوال نمبر 2 (الف) (vi)

## دھوئیں کی گاڑی:

دھوئیں کی گاڑی عموماً ریل گاڑی کو کہا جاتا تھا چونکہ ان دنوں ریل گاڑی نئی نئی ایجاد ہوئی تھی اور اس سے دھواں نکلتا تھا اس لیے بعض لوگ اسے دھوئیں کی گاڑی کہا کرتے تھے۔

سوال نمبر2(الف)( vii )

## مرکزی خیال:

نانی بستی نے جب اپنے بیٹے سے شکرم میں جاکر بین سے
ملنے کی خواہش کا اظہار کیا تو بیٹے نے کہا کہ چلیے میں آپکو شکرم
کی بجائے دھوئیں کی گاڑی میں ہی لے چلتا ہوں۔

سوال نمبر2(الف)( viii )

سوال نمبر 2 (ب) (i)

## دل کو سکون اور قرار آجانا:

شاعر احسان دانش کے مطابق پیارے آقا ﷺ
کی آمد سے یتیموں کے دل کو سکون اور قرار آگیا ہے۔
ساتھ ہی ساتھ غلاموں کی جان کو بھی راحت حاصل
ہوتی ہے۔

سوال نمبر2(ب) (ii)

## مصیبت کا راحت فضا ہونا:

شاعر کے نزدیک محبوب کی چاہت اور اسے پانے کی تمنا اور آرزو کی وجہ سے مصیبت بھی راحت فضا ہوگئی ہے۔ اب شاعر کو راہِ عشق کی مشکلات کو برداشت کرنے میں خوشی محسوس ہوتی ہے۔

سوال نمبر2(ب) ( iii )

## وضاحت:

پھولوں کا رنگ ہنسی سے ملنے کا مطلب محبوب کی ہنسی کا پھولوں کے رنگ میں نظر آنا ہے یعنی جب محبوب مسکراتا ہے تو ہر جانب پھول کھل اٹھتے ہیں۔

سوال نمبر2(ب) (iv)

## پرانی داستانوں کے امانت دار:

درۂ خیبر کے ناہموار کالی چٹانوں کے سلسلے "پرانی داستانوں" کے امانت دار ہیں۔ یہ پہاڑی سلسلے ماضی کے تمام قصوں اور افسانوں کے محافظ اور امانت دار ہیں۔

سوال نمبر2(ب) (۷)

**مفہوم:**

لاری میں بیٹھے ہوئے مسافروں کو طرح طرح کی مصیبتوں سے دوچار ہونا پڑ رہا تھا اور لاری پر ہی لکھا ہوا تھا کہ "اللہ نگہبان" ہے۔

سوال نمبر2(ج) (i)

## ترکیبِ نحوی:

* جملہ :

شکاری نے شیر مارا۔

* تقطیع :

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۱ | شکاری | : | فاعل |
| ۲ | نے | : | علامتِ فاعل |
| ۳ | شیر | : | مفعول |
| ۴ | مارا | : | فعل |

جملہ فعلیہ

سوال نمبر 2 (ج) (ii)

## مقطع :

مقطع کے معنی "کاٹنے" یا "قطع کرنے" کے ہیں۔
شعری اصطلاح میں غزل کے اس آخری شعر کو
مقطع کہتے ہیں جس میں شاعر اپنا تخلص استعمال
کرے۔ اگر تخلص استعمال نہ ہو تو اسے صرف آخری
شعر کہیں گے، مقطع نہیں کہیں گے۔

**شعری مثال:**

تخلص

مقطع { کعبے کس منہ سے جاؤ گے غالبؔ
شرم تم کو مگر نہیں آتی

سوال نمبر2(ج) (iii) **استعارہ :**

★ **لغوی معنی :**

"ادھار" یا "عاریتاً لینے" کے ہیں۔

★ **تعریف :**

کسی ایک چیز کو مشترکہ خوبی یا خامی کی بنا پر بعینہٖ دوسری چیز قرار دے دینا "استعارہ" کہلاتا ہے۔

★ **نثری مثال :**

وہ دیکھو پاکستانی شیر آرہے ہیں۔ (پاکستانی فوج کیلئے)

★ **شعری مثال :**

شعر:

پلکوں سے گر نہ جائیں یہ موتی (آنسوؤں کیلئے) سنبھال لو

دنیا کے پاس دیکھنے والی نظر کہاں

سوال نمبر2(ج) (iv)

# اقتباس کی تشریح

اس اقتباس میں مصنف ایک دن کے واقعے کا ذکر کر رہے ہیں کہ ایک دن تمام مالی باغ میں موجود تھے اور اپنا اپنا کام سرانجام دے رہے تھے، اچانک کہیں سے شہد کی مکھیوں کا حملہ ہوگیا۔ وہ نا جانے کہاں سے آئی تھیں، ان جان لیوہ شہد کی مکھیوں کو دیکھ کر سب مالی اپنا کام بھول گئے اور بھاگ بھاگ کر چھپ گئے۔ رام دیو بے خبر تھا اور اپنے کام میں مگن تھا۔ وہ اپنے کام کو نہایت لگن سے انجام دے رہا تھا مگر اس کو کیا معلوم تھا کہ موت اس کے سر پر منڈلا رہی ہے۔

وہ اپنے کام میں مصروف تھا کہ مکھیوں کا وہ غضب ناک جھلڑ اس پر حملہ آور ہوگیا اور اسے اس قدر کاٹا کہ رام دیو مالی بے دم ہوگیا، اس کی روح پرواز کر گئی اور وہ اس دنیائے فانی کو چھوڑ کر نیند کی آغوش میں چلا گیا اور اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملا۔ رام دیو مالی بے شمار صفات کا مجموعہ تھا۔ سادہ مزاج تھا سادہ کپڑے پہنتا اور سادہ ہی کھانا کھاتا تھا۔ وہ نہایت بھولا بھالا انسان تھا اور دنیا کی عیاریوں اور مکاریوں

سوال نمبر 3 (صفحہ نمبر 2)

سے ناواقف تھا۔
نام دیو مالی ہر ایک کی عزت کرتا تھا اور نہایت منکسر المزاج تھا۔ اگرچہ وہ اتنا پڑھا لکھا نہ تھا لیکن ایک اعلیٰ اخلاق کا مالک تھا۔ اس کا چہرہ ہمیشہ چمکتا تھا اور اس سے تازگی ظاہر ہوتی تھی۔ ہر وقت خوش رہتا اور مسکراہٹ اس کے چہرے کو چار چاند لگا دیتی تھی۔ چھوٹا ہو یا کوئی بڑا نام دیو ہر کسی سے جھک کر ملتا اور ہر ایک کی دل سے عزت کرتا۔
بچوں پر شفقت کرتا اور بڑوں کا احترام کرتا۔ اسے کسی کی شکایت اور غیبت کرنے کی عادت نہ تھی اور وہ اخلاق کے اعلیٰ درجے پر تھا اس لیے ہر کوئی اس سے محبت کرتا تھا۔ وہ غریب تو تھا لیکن کہنے کو اس سے زیادہ امیر کوئی نہ تھا جانتا تھا کہ غربت کی زندگی کیسی ہوتی ہے اس لیے کم تنخواہ ہونے کی باوجود اپنے غریب بھائیوں کی اپنی استطاعت سے بڑھ کر مدد کرتا تھا۔
نام دیو مالی میں بے شمار خصائص موجود تھے اور ان میں سب سے بڑی خصوصیت یہ تھی نام دیو مالی کو اپنے کام سے محبت تھی۔ اس لیے وہ ہمیشہ کام میں مصروف دکھائی دیتا تھا۔
اسی کام کی محبت کے باعث وہ کام کرتے کرتے ہی دنیا سے رخصت ہوگیا۔

سوال نمبر4 (صفحہ نمبر1)

# نظم کی تشریح

درج بالا بند "علامہ اقبال" کی تحریر کردہ نظم "خطاب بہ جوانانِ اسلام" سے لیا گیا ہے۔

اس بند میں علامہ محمد اقبال مسلم نوجوانوں کو بیدار کرتے ہوئے انہیں اپنا موازنہ اپنے اسلاف سے کرنے کی تاکید کر رہے ہیں۔ شاعر کہتے ہیں کہ اے نوجوانو! تمہارے اسلاف میں جو خوبیاں موجود تھیں ان میں سے ایک بھی خوبی تم میں نہیں پائی جاتی۔ تمہارے آباؤ اجداد تو عمل کے غازی تھے، وہ اپنی بات پر قائم رہتے اور عمل کر کے دکھاتے تھے مگر تم تو گفتار کے غازی ہو تمہیں باتیں تو بہت بنانی آتی ہیں مگر ان پر عمل پیرا ہونا نہیں آتا۔ تمہارے اسلاف ایک سیارے کی طرح تھے مگر تم تو اپنی جگہ پر ساکت اور جامد ہو۔

**کوئی اندازہ کر سکتا ہے اسکے زورِ بازو کا**
**نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں**

اے نوجوانو! تمہیں اگر اس غلامی سے آزاد ہونا ہے تو اپنے اندر وہ خوبیاں بیدار کرنا ہوں گی جن کی بنا پر تمہارے آباؤ اجداد نے اس دنیا پر حکمرانی کی۔ تم خود کو بدل سکتے ہو اور تمہیں خود کو بدلنا ہی ہوگا اگر تم ایسا کرو گے تو ہی کامیابی

سوال نمبر4 (صفحہ نمبر2)

تمہارا مقدر بن گی اور تم سورج بن کر ابھرو گے۔

ساتھ ہی شاعر علامہ اقبال نوجوانوں کو ان کے زوال کی وجہ سے بھی آشنا کروا رہے ہیں شاعر کہتے ہیں کہ تمہارے زوال کی بنیادی وجہ مجھے سمجھ آگئی ہے اور وہ یہ ہے کہ تم نے اپنے آبا کی میراث کو کھو دیا ہے۔

**مسلمان اوجِ ثریا کو چھو سکتے ہیں آج بھی**
**گر ناطہ جوڑے اپنا دینِ محمد سے**

شاعر کہتے ہیں کہ اے نوجوانوں وہ اصول، وہ میراث، وہ قوانین جو ہمارے آباؤ اجداد نے ہمارے لیے چھوڑے تھے ہم نے انہیں کھو دیا ہے۔ انہوں نے ہمیں وہ اصول بتائے تھے جن سے ہم اس دنیا پر حکمرانی کر سکتے ہیں مگر ہم ان کو فراموش کر چکے ہیں جس کے باعث غلامی آج ہمارا مقدر بن گئی ہے۔ تم نے مذہبی چال چلن چھوڑ کر مغربی چال چلن اپنا لیے ہیں جبکہ تمہیں تو ان کے خلاف جہاد کرنا چاہیے تھا۔ جب سے تم نے ایسا کیا تو آسمان نے تمہیں بلندی سے اٹھا کر زمین پر پھینک دیا اور تم ذلیل و رسوا ہو کر رہ گئے۔ شاعر کہتے ہیں کہ اب بھی اگر تم کامیاب ہونا چاہتے ہو تو اپنے آباؤ اجداد کے اصولوں پر عمل کرو۔

**یورپ کی غلامی پہ رضامند ہوا تو**
**مجھ کو گلہ تجھ سے ہے یورپ سے نہیں**

سوال نمبر5 (صفحہ نمبر1)

# غزل کی تشریح

درج بالا بند "فراق گورکھ پوری" کی غزل "کم ابھی گرچہ رسم وراہ نہیں" سے لیا گیا ہے۔

شاعر فراق گورکھ پوری بند کے شروع میں موت کے بعد کی زندگی کی وسعت کا ذکر کر رہے ہیں کہ زندگی اور موت کا خوشی اور غم کی طرح آپس میں ایک گہرا تعلق ہے۔ انسان اس حقیقت کا جتنا بھی انکار کرے ایک دن اسے اس کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اللہ کا ارشاد ہے: "ہر ذی روح کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔"

شاعر کہتے ہیں کہ موت ایک اٹل اور ناقابل تغیر حقیقت ہے۔ موت کے بعد کی زندگی اتنی طویل ہے کہ اسکی طوالت کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔ انسان کو اس حقیقت کا سامنا ضرور کرنا پڑے گا۔

**شعر** **زندگی کا کیا بھروسا ایک چھلکتا ہوا جام ہے**
**زندگی! زندگی! زندگی! موت کا دوسرا نام ہے**

شاعر کہتے ہیں کہ اللہ نے انسان کو اپنی عبادت کرنے کیلئے اس دنیا میں بھیجا لیکن انسان جب اس دنیا میں آیا تو اس نے اللہ کے تمام احکام کو فراموش کر دیا اور آخرت اور موت جیسی حقیقت کو بھلا دیا۔ اس دنیا کی رنگینیوں سے متاثر ہو کر انسان نے اپنے حقیقی مقصد کو دماغ سے نکال

سوال نمبر5 (صفحہ نمبر 2)

دیا اور خود کو ان دنیاوی رنگینیوں میں مگن کر دیا۔ ساتھ ہی ساتھ شاعر یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ دنیا میدانِ عمل ہے اور آخرت میدانِ امتحان۔ انسان اس دنیا میں جو بھی اعمال سرانجام دیتا ہے اسے آخرت میں ان کا ہی بدلہ دینا پڑے گا۔

**شعر:**

**آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں**
**سامان سو برس کا ہے پل بھر کی خبر نہیں**

شاعر کہتے ہیں کہ یہ دنیا میدانِ عمل ضرور ہے مگر شراب پینے اور صرف عبادت کرنے کی جگہ نہیں ہے۔ اللہ نے انسان کو دین و دنیا کو ساتھ لے کر چلنے کا حکم دیا۔ کچھ لوگ اس دنیا کی مشکلات سے فرار اختیار کرنے کیلئے خود کو شراب کے نشے میں مدہوش کر لیتے ہیں مگر اس کا اثر ختم ہوتے ہی وہ خود کو انہی مشکلات میں گھرا ہوا پاتے ہیں۔ دنیا جائے فرار نہیں ہے۔ بعض لوگ تو خود کو کسی صحرا یا بیاباں تک محدود کر لیتے ہیں اور صرف اللہ کی عبادت میں مصروف رہتے ہیں ایسا کرنا بالکل درست نہیں ہے کیونکہ رہبانیت اسلام کے منافی ہے۔ اسلام اس بات کی قطعاً اجازت نہیں دیتا۔ انسان کو دنیا و آخرت میں کامیاب ہونے کیلئے نیک اعمال کرنے چاہیے۔

**شعر:**

**عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی**
**یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری**

سوال نمبر 6 (صفحہ نمبر 1)

# درخواست:

بخدمت جناب پوسٹ ماسٹر صاحب یونین نمبر
ا ب ج راولپنڈی۔

جناب پوسٹ ماسٹر!

اس درخواست کا مقصد آپ کی توجہ ایک نہایت اہم مسئلے کی طرف دلانا ہے۔ آپ تو جانتے ہیں کہ ایک دوسرے تک خطوط اور پیغامات پہنچانے میں ڈاکیے کا کردار کس قدر مفید اور قابلِ قدر ہوتا ہے۔ اگر ڈاکیا نہ ہو تو وقت پر ڈاک تقسیم نہ ہوں اور لوگ ضروری خطوط ملنے سے قاصر رہیں اس کا معاشرتی اور معاشی حالت پر بھی بہت مضر اثر پڑتا ہے۔

ہمارے ہاں ڈاکیا تو موجود ہے لیکن وہ نہایت سست اور کاہل ہے۔ وہ کئی کئی روز تک ڈاک تقسیم کرنے نہیں آتا اور جب اس سے وجہ معلوم کی جائے تو حیلے اور بہانے تراشنے لگتا ہے۔ اس کی اس نااہلی اور سستی کی وجہ سے ہمارے ضروری خطوط اور ڈاکیں ہم تک بروقت نہیں پہنچ پاتیں جس کی وجہ سے ہمیں نقصان کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس کا گہرا اثر ہماری معاشی زندگی پر بھی پڑتا ہے۔ ہمارے کئی ضروری کاروباری خطوط بھی ہم تک بروقت نہیں

پہنچ پاتے جسکی وجہ سے ہمیں بڑا نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ ہم نے کئی بار ڈاکیے سے وقت پر ڈاک تقسیم کرنے کی تاکید کی ہے مگر اس پر مطلق اثر نہیں ہوتا۔

لہٰذا آپ سے ملتمس ہوں کہ آپ یا تو ڈاکیے کے کان سیدھے کریں یا کوئی نیا ڈاکیا تعین فرمائے تاکہ ہمارے ضروری خطوط ہم تک بر وقت پہنچ سکیں اور ہم مزید نقصان سے بچ سکیں۔ عین نوازش ہوگی۔

مؤرخہ: ۲۷ مارچ ۲۰۲۴ء

درخواست گزار
اہلِ علاقہ: درس

سوال نمبر 7 (صفحہ نمبر 1)

# مضمون: وقت کی پابندی

**گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں**
**سدا عیشِ دوراں دکھاتا نہیں**

وقت ایک پانی کا بہاؤ ہے گزر گیا تو واپس نہیں لایا جا سکتا۔ وقت کی پابندی انتہائی ضروری ہے اس لیے تو ہمارے بڑے بزرگ ہمیں وقت کی پابندی کا درس دیتے ہیں کیونکہ انہوں معلوم ہے کہ وقت کس تیز رفتار سے چلتا ہے اور اس کو لگام نہیں ڈالی جا سکتی۔ اگر کامیاب ہونا ہے تو وقت پر کام کرنا ہوگا۔ وقت کبھی ایک سا نہیں رہتا اور اسے بدلنے میں دیر نہیں لگتی۔ وہی لوگ کامیاب ~~ہوتی~~ ہوتے ہیں جو اس کے ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ ارشاد ہے:

**"وقت کی پابندی کرو۔"**

وقت کی پابندی کا اندازہ ہمیں کائنات کے مخصوص نظام سے ہوتا ہے۔ دن رات کا تغیر و تبدل وقت کی پابندی کی عمدہ مثال ہے۔ موسم اپنے وقت پر تبدیل ہوتے ہیں اور سال وقت کے ساتھ ساتھ چلتے جاتے ہیں کوئی ان سالوں کو گزرنے سے روک نہیں سکتا۔ بہار، خزاں، سردی، گرمی اپنے اپنے وقت پر سب تبدیل ہوتے ہیں دن رات ایک مخصوص وقت پر تبدیل ہوتے ہیں۔ اگر

سوال نمبر 7 (صفحہ نمبر 2)

کوئی کامیاب ہونا چاہتا ہے تو اسے وقت کی لگام
کو مضبوطی سے تھام کر اس کے ساتھ ساتھ چلنا ہوگا۔
کسی نے کہا ہے:

"آج کا کام کل پر نہ چھوڑو۔"

وقت کی پابندی کا اندازہ ہمیں اسلامی عبادات
سے بھی ہوتا ہے۔ رمضان کا مہینا ایک مخصوص وقت
پر آتا ہے اور اس کے مخصوص وقت کے بعد عید الفطر
آتی ہے۔ حج بھی ایک مخصوص مہینے میں ادا کیا جاتا
ہے۔ خصوصی طور پر نماز انسان کو نظم و ضبط اور وقت
کی پابندی کا درس دیتی ہے۔ ارشاد ہے:

"اور نماز مومنوں پر وقت کی
پابندی کے ساتھ فرض
ہے۔"

مثل مشہور ہے:

"وقت کی نماز بے وقت کی
ٹکریں۔"

کسان اور طالب علم کیلئے وقت کی پابندی
خصوصی اہمیت کی حامل ہے۔ اگر کسان وقت
پر بیج نہ بوئے گا فصل کو پانی نہ دے گا۔ وقت
پر کٹائی نہ کرے گا تو اسے خسارہ اٹھانا
پڑے گا۔ اسی طرح اگر طالب علم وقت
پر محنت کر کے اپنا سبق یاد نہیں کرے گا تو
ناکام ہوجائے گا اور گردن لٹکائے سب کو

بنائے گا کہ وقت کی پابندی کرو ورنہ میری طرح ناکام ہو جاؤ گے۔ جو کسان وقت پر بیج بوتا ہے فصلوں کو پانی لگاتا ہے اور فصل کے پک جانے پر مخصوص وقت پر اسکی کٹائی کرتا ہے تو اسے دگنا فائدہ ہوتا ہے۔ اسی طرح جب ایک طالب علم وقت پر اپنا سبق یاد کرتا ہے کھیل کود کو بھی وقت دیتا ہے تو وہ تندرست ہونے کے ساتھ ساتھ ذہین بھی ہوتا چلا جاتا ہے اور کامیاب ہوکر سب کو بتاتا ہے:

"وقت ضائع کرنے سے گریز کرو۔"

وقت کی پابندی نہ کرنے سے انسان کو بے شمار نقصانات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ وہ دنیا کے ساتھ ساتھ آخرت کو بھی ناکام بنا دیتا ہے۔ لوگوں میں ہمیشہ ذلیل و رسوا ہوتا ہے اور آخرکار بالکل ہی ناپسندیدہ شخص بن جاتا ہے۔ ایسا شخص لوگوں میں تو عزت گنواتا ہی ہے ساتھ ہی اللہ کا ناپسندیدہ بھی بن جاتا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے:

"جس نے کہا کل دن گیا ٹل
جس نے کہا پرسوں بیت گئے برسوں
جس نے کہا آج اسی نے کیا راج"